پروفیسر مہدی علام

اِسلام میں فرد کے حقوق

ڈاکٹر محمد مہدی علام قاہرہ کی عین الشمس یونیورسٹی میں شعبۂ فنون کے صدر ہیں۔ اسلامی مجلس مذاکرہ میں ڈاکٹر علام نے اسلام میں فرد کے حقوق کے موضوع پر جو خیالات ظاہر کئے تھے وہ درج ذیل ہیں :

اس بحث کی ابتدا قومی زندگی کی سب سے چھوٹی وحدت سے اگر کی جائے تو غالباً یہ آسان طریق کار ہوگا۔ قومی زندگی کی سب سے چھوٹی وحدت ایک خاندان ہوتا ہے جو قوم اور فرد کے درمیان رشتے کو استوار کرتا ہے۔ اسلام میں خاندانی زندگی کا تصور محبت اور ہمدردی کی مستحکم بنیاد پر قائم ہے۔ یعنی میاں اور بیوی میں محبت، والدین اور اولاد میں محبت، اور پھر ان سب کا دوسرے عزیز و اقارب سے محبت و ہمدردی کا رشتہ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام میں تو گھر کے ملازمین کو بھی گھر کے افراد کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ چنانچہ اسلام گھریلو ملازموں کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے کہ گھر کے مالک جو کھانا کھائیں ملازموں کو بھی وہی کھانا ملے۔ جیسے کپڑے مالک خود پہنیں ملازم کو بھی ویسے ہی کپڑے پہنائے جائیں۔ اور یہی شے رہائش کے طرز وغیرہ کے متعلق کہی گئی ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ گھریلو حقوق پالتو جانوروں کا بھی احاطہ کر لیتے ہیں۔ کیونکہ پالتو جانوروں کے تحفظ اور ان کی بہبود کے سلسلے میں اسلام نے بڑے اہم حقوق عطا کئے ہیں۔ ان حقوق کی اساس وہ رشتہ ہے جس پر اسلام نے مسلمان گھرانے کی عمارت کھڑی کی ہے اور اس رشتے کی تشریح قرآن پاک میں یوں کی گئی ہے :

"خدائے پاک کے وجود کی ایک دلالت یہ بھی ہے کہ اس نے تم میں سے ہی تمہارے جوڑے پیدا کئے۔ تاکہ تم ان کے ہمراہ امن و راحت کی زندگی بسر کر سکو، اور اس نے تمہارے دلوں میں محبت اور جذبۂ ترحم کو جاگزیں کیا ہے۔" (سورہ ۳۰۔ آیت ۲۱)

محبت اور دردمندی کے اس سانچے میں اسلام نے انسان کو ان حقوق سے سرفراز فرمایا ہے۔

ذاتی تحفّظ کا حق

یہ حق ہر فرد کے لئے ہے، اور قوم کو یہ حق ہر فرد کو دینا چاہیئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام نے اس حق کو اس قدر مقدس بنا دیا کہ اپنی جان کی حفاظت ہر فرد کے لئے فرض قرار دی گئی، اور اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: "اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کا سامان فراہم نہ کرو"۔ (۲: ۱۹۵)

چنانچہ خودکشی مذہباً حرام اور گناہِ عظیم ہے۔ رسولِ مقبولؐ کا یہ ارشاد ہے "جو شخص پہاڑی پر سے کود کر خودکشی کرتا ہے وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ اسی عمل کو دہرائے گا، اور جو شخص زہر کھائے گا، وہ جہنم میں ہمیشہ زہر ہاتھ میں لئے اسے کھاتا رہے گا، اور وہ شخص جو لوہے کی سلاخ سے اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لوہے کی سلاخ اپنے پیٹ میں چبھوتا رہے گا" یہی نہیں بلکہ خودکشی کے بارے میں فقط سوچنا یا اس کی خواہش کرنا بھی ممنوع ہے، جیسا کہ رسولِ اکرمؐ کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے "دیکھو تم میں کسی کو ہرگز موت کی خواہش نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ جو کوئی ایسا کرتا ہے، ہو سکتا ہے وہ ایک نیک انسان ہو اور زیادہ دیر تک زندہ رہ کر وہ نیکی کے کچھ اور کام کر جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایک بُرا آدمی ہو، مگر کچھ دیر زندہ رہ کر اس کی اصلاح ہو جائے۔"

تعلیم کا حق

اسلام چونکہ ایک ایسا مذہب ہے جو روشن دماغی کو پسند کرتا ہے اور روشنی پھیلانا چاہتا ہے اس لئے نہ تو اس کا انحصار جہالت پر ہے نہ یہ ذہنی انفعال اور اپنے پیروکاروں کی اندھی تقلید ہی کی بنا پر پھلتا پھولتا ہے، چنانچہ انس بن مالک یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرمؐ کے سامنے ایک شخص کا ستائشی انداز میں ذکر کیا گیا۔ اس پر آپ نے پوچھا، اس کی ذہنی تکمیل و تربیت کیسی ہے۔ لوگوں نے جواب دیا، اے خدا کے رسول وہ انتہائی عبادت گذار ہے۔ اس کا کردار نہایت اعلیٰ ہے۔ وہ بے حد پرہیزگار ہے۔ وہ بڑا خوش اطوار ہے۔ اس جواب پر رسول کریمؐ نے اپنے اسی سوال کو دُہرایا۔ اس کے جواب میں لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم اس کی تعریف و ستائش اس کی عبادت گذاری اور نیک خصائل کی بنا پر کرتے ہیں، لیکن آپ ہم سے اس کی ذہنی تکمیل و تربیت کے بارے میں استفسار فرماتے ہیں، اس پر رسول اللہ نے کہا کہ ایک نادان عبادت گذار اپنی جہالت اور بے خبری کے باعث ایسے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے جو ایک بُرے انسان کی بُرائیوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں، لیکن لوگوں میں درجہ بندی تو ان کی خدائے تعالےٰ سے محبت کی بنا پر ان کے اعمال سے ہوتی ہے اور یہ اعمال ان کی ذہنی تکمیل و تربیت ہی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اس نکتے کے بارے میں شاید سب سے زیادہ نمایاں دلیل وہ آیت ہے جو سب سے پہلے حضور پر نازل ہوئی اور جو یوں ہے "اپنے خدا کے نام پر پڑھو، جس نے کائنات کی تخلیق کی جس نے انسان کو حقیر مادے سے خلق کیا، پڑھو اور تمہارا خدا جو سب سے زیادہ لائق تقدیس ہے جس نے قلم کے ذریعے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

آزادی فکر کا حق

اسلام فرد کو انفرادی و شخصی فیصلے کرنے کی اجازت دیتا ہے چنانچہ جب قرآن مجید میں مثال کے طور پر اس آیت میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ "یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو وقار بخشا ہے" تو اس وقار میں لازماً دو چیزیں شامل ہوتی ہیں یعنی ایک طرف تو یہ کہ اپنے اعمال کا ذمے دار ہونا چاہئے

اور دوسری طرف یہ کہ انسان کو آزادی فکر میسر ہونی چاہیئے۔ رسول خدا کے اس ارشاد سے اس بات کی وضاحت پوری طرح ہو جاتی ہے کہ "تم میں سے کسی کو بھی اس عذر کی بنا پر اندھی تقلید نہیں کرنی چاہیئے کہ میں تو لوگوں کی پیروی کرنے والا ہوں۔ اگر وہ نیکی کا کام کرتے ہیں تو میں بھی نیک کام کرپاؤں گا۔ اور اگر وہ بدی کی راہ اختیار کرتے ہیں تو میں بھی اسی راہ پر چلوں گا بلکہ تمہیں حق کی راہ پر ثابت قدمی سے چلنا چاہیئے۔ اگر یہ لوگ نیکی کے کام کریں تو ان کی تقلید کرو، لیکن بُرے کاموں میں ان کا ساتھ نہ دو" ایک اور ارشاد میں حضورؐ نے اس اصول کا بیان اس طرح کیا ہے کہ اسے انسان کے ایک حق کے درجے سے اُٹھا کر اسے اس کے فرض کا رتبہ دے دیا ہے۔ ہر وہ شخص جو تعصب، جھوٹے وقار اور جہالت پر مبنی جنگ لڑتا ہے، اور یوں اپنے قبیلے کے لئے غیظ و غضب کی راہ اختیار کرتا ہے، اپنے قبیلے کے مقاصد کا علمبردار بنتا ہے اور اپنے قبیلے کے نقطۂ نظر کی حمایت کرتا ہے، اگر اس جنگ میں وہ کام آتا ہے تو وہ مسلمان کی موت نہیں مرے گا۔ لہٰذا یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ہمیں آزادانہ غور و فکر سے محروم نہیں کیا گیا۔ تاکہ ہم کہیں اسی قسم کی زنجیروں میں جکڑے نہ رہ جائیں، جن میں ظہورِ اسلام سے قبل کے عرب گرفتار رہتے، اور جو بہر صورت اپنے قبیلے کی حمایت کرتے تھے، خواہ قبیلہ حق پر ہو یا نہ ہو۔

جہاں تک انسانی فیصلے اور رائے کو قائم کرنے کا تعلق ہے اس میں اسلام نے ہمیشہ غلطی کو قابلِ معافی خیال کیا ہے، بشرطیکہ یہ غلطی دیانتدارانہ غور و فکر کا نتیجہ ہو۔ اسلام کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے اخلاقی فیصلے کو بروئے کار لاتے ہوئے صحیح رائے قائم کرے گا اسے دُگنا صلہ ملے گا۔ لیکن اگر وہ غلط رائے قائم کرے تو اس کا صلہ اسے ایک ہی بار ملے گا۔ اور وہ اس بات کا صلہ ہوگا کہ اس نے اپنی قوت فیصلہ سے کام لیا۔

عورتوں کے حقوق

مسلمان عورت ہی دنیا بھر میں وہ پہلی عورت ہے جو آزادی سے ہمکنار ہوئی۔ مگر یہاں اس بات کا خیال رہے کہ میں ایسے فرقوں یا قوموں کا ذکر نہیں کر رہا جو کہنے کو تو اسلام کی نام لیوا ہیں، مگر اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔ آئیے ہم پیغمبرِ اسلامؐ اور ان کے صحابۂ کرام کے عہد پر نظر ڈالیں۔ اس عہد میں ہمیں جنگ اُحد میں عورتیں وہی خدمات سرانجام دیتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں جو عہدِ جدید کی عورتیں ادا کرتی ہیں۔ یعنی فوجیوں کے آرام و آسائش کی نگہبانی اور زخمیوں کی مرہم پٹی جیسی خدمات۔ اس عہد میں ہی ہمیں وہ عورتیں نظر آتی ہیں، جو حضرت عمرؓ سے اس وقت بحث و تمحیص کرتی دکھائی دیتی ہیں، جبکہ وہ مسجد میں مہر کی فراوانی کی تنقیص کر رہے ہوتے ہیں۔ اس خطبے کے دوران میں ایک عورت انہیں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر ٹوکتی ہے "اگر تم نے اپنی بیوی کو سونے کا ڈھیر دے دیا ہو تو پھر اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو" اس پر حضرت عمرؓ اس کے اعتراض کو تسلیم کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں "اس عورت نے حق بات کہی جب کہ عمرؓ غلط بات کہہ رہا تھا"

چودہ سو برس پہلے اسلام نے عورت کے اقتصادی و معاشرتی حقوق کا واضح اعلان کیا، لیکن مغرب کی

عورت اپنی مسلمان بہن سے ایک ہزار برس بعد ان سے ملتے جلتے حقوق حاصل کر پائی۔

ظہور اسلام سے پہلے لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے کی جو غیر اسلامی رسم موجود تھی اسلام نے اس کا استیصال کر دیا۔ اور عورتوں کے لئے خاندان میں قابلِ عزت جگہ پیدا کی اور بچوں میں ایسے امتیازی سلوک کو ممنوع قرار دیا جو لڑکوں کو ترجیح دے، چنانچہ رسولِ اکرمؐ کا یہ ارشاد ہے "ہر وہ شخص جس کی ایک لڑکی ہو، اگر وہ اسے زندہ دفن کرنے سے اجتناب کرتا ہے اس کے ساتھ ذلت کا برتاؤ نہیں کرتا اور اس کے مفاد کے خلاف لڑکے کے حق میں جانبداری کا مظاہرہ نہیں کرتا تو اس کا مقام جنت ہو گا۔" "بہترین مسلمان بہترین صاحبِ اخلاق ہوتے ہیں اور اپنی بیویوں کے بہترین خاوند ہوتے ہیں۔" "تم میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک روا رکھتے ہیں اور تم میں سے اعلیٰ ترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اعلیٰ ترین برتاؤ کرتے ہیں، اور تم میں سے میں اپنی عورتوں سے سب سے بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔" عورتوں کی حیثیت کو بہتر بنانے کے لئے پیغمبرِ اسلامؐ اپنی تعلیمات میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ یہ اعلان فرمایا کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے۔"

اسلام نے مسلمان عورت کو اپنے مرحوم رشتہ داروں کی جائداد کا حصے دار بنایا ہے، اور یہ حصہ اس کی مالی ذمے داریوں کے مطابق ہوتا ہے۔ چونکہ شادی سے پہلے اور اس کے بعد ہمیشہ عورت کی ضروریات کا بندوبست مرد کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ اور اسے اپنی روزی کمانا نہیں ہوتی۔ اس لئے وراثت میں اس کا حصہ مرد سے آدھا مقرر کیا گیا ہے۔ یہ ایک مناسب تقسیم ہے اور اس امر میں بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ وراثت کے حصے کی یہ تقسیم مغرب کے اس نظام سے ہزار گنا بہتر ہے جس کے ذریعے عورت کو اس کے سوا اور کچھ نہیں مل سکتا جس قدر اس کے لئے وصیت نامے میں لکھا گیا ہو، اور پھر انگلستان میں تو قانون نے دوسری عالم گیر جنگ سے بس کچھ ہی دیر پہلے عورت کو مرد کی ناانصافیوں کے چنگل سے بچایا ہے۔

اسلام نے ماں اور مادرانہ حیثیت کا مختلف طریقوں سے تحفظ کیا ہے، مثلاً ایک ایسی عورت کو جو اُمید سے ہو بچے کی پیدائش سے قبل قید کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا کئے ہیں ان میں سے مہر اور شوہر کی معاشی و معاشرتی حیثیت بھی شامل ہے۔ جو تحفے تحائف خاوند اپنی بیوی کو دے اسلام انہیں عورت کی ملکیت قرار دیتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ عورت کا سرپرست اسے کسی ایسے شخص سے شادی کرنے سے روکنے کا مجاز ہے جو اس کی اپنی سماجی حیثیت سے کمتر حیثیت رکھتا ہو۔ یہ اقدام اس حالت میں عورت کے مفاد کی حفاظت کرتا ہے جب وہ اپنے سے کمتر درجے کے مرد پر فریفتہ ہو۔

میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ میں غیر اسلامی نظام ہائے حیات پر نکتہ چینی کروں، لیکن مسلمان عورت کے حقوق پر تبصرہ کرتے ہوئے دو ایک باتوں کی جانب اشارہ کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک تو ملکیت جائداد کا حق

ہے، جو مغربی عورت کو حال ہی میں ملا ہے۔ کیونکہ ابھی کچھ عرصہ پہلے تک متمول مغربی خاتون کی جاگیر، اور مزدور عورت کی تنخواہ دونوں ہی کو شوہر کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ۱۸۹۱ء تک تو انگریزی قانون شوہر کو بیوی کے محبوس کرنے کا حق بھی دیتا تھا۔ ۱۸۵۷ء تک کسی انگریز عورت کو پارلیمنٹ کے ایکٹ کے بغیر طلاق حاصل کرنے کا حق تک نہیں تھا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ پورے ملک میں صرف دو عورتیں طلاق حاصل کر پائی تھیں۔

اسلام نے طلاق کے بارے میں ایسے وسیع اصول اختیار کئے جو عورت اور گھر دونوں کی حفاظت کرتے ہیں، اور پھر ان اصولوں کی بنیادی روح کو نقصان پہنچائے بغیر ہر قوم کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ اپنے تجربے اور ضرورتوں کے مطابق ان اصولوں کو عمل میں لائے۔

عالمِ طفلی کے حقوق اسلام کے عطا کردہ انتہائی اہم حقوق عالمِ طفلی کے وہ حقوق ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی قوانین کی تشکیل کی جاتی ہے۔ اسلام بچوں کے حقوق کو ان کی پیدائش سے بھی پہلے تسلیم کرتا ہے۔ رسولِ مقبولؐ نے نیک اولاد کے لئے نیک ماؤں کے انتخاب کا مشورہ دیا۔ "صورتوں سے خبردار رہو" "اور اپنی اولاد کے لئے بہتر ماؤں کا انتخاب کرو۔" اسلام پیدائش سے قبل بچے کو کسی قسم کی اذیت کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حاملہ عورت کو قید کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایسی عورت کو بچہ جننے کے بعد ہی سزا دی جاسکتی ہے، پھر بچے کے نام کے انتخاب میں بھی اس احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ وہ نام مستقبل میں اس کے لئے کسی قسم کی اذیت، شرم یا تشویش کا باعث نہ بنے۔ رسولِ کریمؐ نے کہا ہے: "والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ بچے کو تعلیم دیں۔ اس کا اچھا نام رکھیں اور شادی کی عمر میں اس کی شادی میں اس کی مدد کریں۔"

والدین کے مقابلے میں بھی اسلام بچے کا تحفظ کرتا ہے۔ اسلام بچے کو روزی کی خاطر ایسے کام کی اجازت نہیں دیتا جو اس کے جسم، ذہن یا اخلاق کو بگاڑے۔ اس مسئلے کے اخلاقی پہلو پر اسلام حضورؐ کے ان الفاظ پر زور دیتا ہے: "بچوں کو روزی کمانے پر مجبور نہ کرو۔ کیونکہ اگر وہ محسوس کریں گے کہ انہیں اپنی روزی کمانا ہے تو وہ چوری کرنے لگیں گے۔" اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی کچی عمر میں بچے کا معیارِ اقدار اتنا پختہ نہیں ہوتا کہ وہ دولت کے حصول میں ذرائع کی پرواہ بھی کرے چنانچہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ چوری، مکر و فریب اور اسی قسم کی دوسری برائیوں کی ترغیب سے بچ نہ سکے۔

اسلام نے والدین کی طرف سے غلط رہنمائی کے خلاف بھی بچے کی حفاظت کی ہے۔ رسولِ مقبولؐ فرماتے ہیں "والدین کی بات سننا اور حکم ماننا اسی وقت تک لازم ہے، جب تک کہ وہ غلط کام کرنے کے لئے نہ کہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس قسم کے حکم پر کان دھرنا اور اسے بجا لانا دونوں غیر ضروری ہو جاتے ہیں۔"

دیگر افراد کے حقوق۔ اسلام میں ہمسائے کے حقوق قابلِ غور و فکر ہیں ہمسائے کے حقوق صرف

اس بات تک محدود نہیں ہیں کہ اس سے اچھے ہمسائے کا سا سلوک کیا جائے، بلکہ انہیں تو مسلمان کے مذہب کا جزو بنا دیا گیا۔ اسلام نے ہمسائے کو حق شفع عطا کیا ہے جو ہمسائے کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور اسے خصوصی مراعات دیتا ہے۔

مجھے یہاں سرسری سے انداز میں ملازموں کے حقوق کا ذکر بھی کرنا ہے۔ اگرچہ اسلام نے ان کے حقوق کا ذکر اس طور پر نہیں کیا۔ اسلام نے ملازموں کے حقوق پر اس قدر زور دیا ہے کہ ان حقوق کو ان الفاظ ہی میں مختصر طور پر سمیٹا جا سکتا ہے کہ ملازموں کو وہی خوراک دی جائے اور وہی کپڑا پہنایا جائے جو خود مالک استعمال کرتے ہوں، اور پھر مالک کی طرف سے ملازم کو جب بھی کوئی کام دیا جائے تو مالک کو چاہیئے کہ اس کام میں ملازم کی مدد کرے۔

گھرانے کے حقوق اس قدر جامع ہیں کہ ان میں جانور تک آجاتے ہیں۔ اسلام نے ہمارے ان بے زبان رفیقوں کی حفاظت کے جو حقوق وضع کئے، ان سے ملتے جلتے اور مشابہ حقوق کے لئے مطالبہ کرنے اور غور و فکر کرنے کے لیئے عصر حاضر کی انسداد بے رحمی بر مولیشیان ایسی انجمنوں کے وجود میں آنے کے لئے ایک ہزار سال سے بھی زائد عرصہ درکار تھا۔ ہمیں سفر کرتے وقت یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ایسی راہ اختیار کریں جس میں چراگاہیں آتی ہوں۔ ایسے اصطبل جہاں مویشی رات بسر کرتے ہوں، ان کے انتخاب میں یہ احتیاط برتی جائے کہ وہ ان کے لئے آرام دہ بھی ہوں اور جراثیم وغیرہ سے پاک بھی۔ حضورؐ نے یہ حکم دیا کہ گرمیوں میں رات کے وقت سفر کیا جائے تاکہ باربرداری کے جانور دن کی شدید گرمی میں آرام کر سکیں۔

ایک دفعہ آں حضرتؐ نے ایک عورت کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی لڑکیوں سے کہے کہ وہ دودھ دوہنے سے پہلے ناخن تراشیں تاکہ ناخن مویشیوں کے تھنوں کو زخمی نہ کریں۔ انھوں نے ہمیں اس بات کا حکم فرمایا ہے کہ منڈی میں یا کسی اور جگہ کھڑے ہو کر جب ہم باتیں کرنے یا خوش گپیوں میں مصروف ہوں تو ہمیں سواری پر سے اتر جانا چاہیئے۔ کیونکہ جانور ایسے موقعوں کے لئے کرسی یا مونڈھے کا کام دینے کے لئے نہیں ہوتے

مختصر یہ کہ اسلام نے فرد کو معاشرے میں جو حقوق عطا کئے ہیں، ان کا یہ بیان انتہائی اہم حقوق کا بس خاکہ ہی پیش کرتا ہے۔ ان حقوق کے سلسلے میں دو نکتوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے اوّل تو یہ کہ یہ حقوق کسی جدوجہد یا کش مکش کے نتیجے کے طور پر معرضِ وجود میں نہیں آئے، دوسرے یہ کسی اقتدار کی مخالفت میں بعض لوگوں کی جانب سے کئے جانے والے مطالبے کے جواب میں حاصل نہیں ہوئے۔ یہ تو از راہِ لطف و عنایت، خدائے عادل و رحیم کی جانب سے نازل ہوئے اور اسلامی معاشرے کے بنیادی جزو بن کر اسلامی سماج کی بنیادی روح کی ترجمانی کرنے لگے۔ دوسرے یہ بھی ظاہر ہے کہ اسلام نے ان حقوق کا نفاذ ایک ہزار سال قبل کیا، اور یہ چیز بادشاہوں اور ان کی رعایا کے درمیان کسی قسم کی کش مکش کے بغیر وجود میں آئی۔ میگنا کارٹا (۱۲۱۰ء) حقوق انسانی کا

اعلان نامہ (۱۶۸۹ء) اور انقلاب فرانس (۱۷۸۹ء) تاریخ کے وہ ابواب ہیں جنہیں انسانیت کے خون سے لکھا گیا۔ اور ہزاروں لاکھوں انسانی زندگیاں ان میں تلف ہوئیں۔ لیکن صحت مند انسانی معاشرے کی تعمیر کے لئے اسلام نے یہ انسانی حقوق انسان کو ایک نعمت اور عطیے کی صورت میں بخشے۔

مطبوعات بزم اقبال و مجلس ترقی ادب

مجلۂ اقبال۔ مدیر۔ ایم ایم شریف۔ بشیر احمد ڈار

سہ ماہی اشاعت۔ دو انگریزی۔ دو اردو شماروں میں۔ قیمت سالانہ دس روپے۔ صرف اردو یا انگریزی پانچ روپے

میٹا فزکس آف پرشیا	مصنفہ علامہ اقبال	۵—۰—۰
امیج آف دی ویسٹ ان اقبال	مصنفہ مظہر الدین صدیقی	۲—۰—۰
اقبال اینڈ والنٹرزم	مصنفہ بشیر احمد ڈار	۶—۰—۰
فکر اقبال	مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	۱۰—۰—۰
اقبال اور ملّا	مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	۰—۱۲—۰
مکاتیب اقبال	بنام خان محمد نیاز الدین خان مرحوم	۱—۴—۰
تقاریر یوم اقبال	۱۹۵۷ء	۱—۴—۰
علامہ اقبال	مترجمہ صوفی غلام مصطفٰے تبسم	۱—۸—۰
ذکر اقبال	مصنفہ مولانا عبد المجید سالک	۵—۰—۰
غیب و شہود	مصنفہ سید نذیر نیازی	۳—۴—۰
تعارف جدید سیاسی نظریہ	مترجمہ عبد المجید سالک و عبد الحئی	۲—۱۲—۰
حکمت قرآن	مترجمہ صوفی غلام مصطفٰے تبسم	۱—۰—۰
دولت اقوام حصہ اوّل	مترجمہ شیخ عطاء اللہ و فخری	۱۲—۰—۰
فلسفۂ شریعت اسلام	مترجمہ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ	۵—۰—۰
نظام معاشرہ اور تعلیم	مترجمہ عبد المجید سالکؔ و عزیز	۴—۰—۰

ملنے کا پتہ

سکریٹری بزم اقبال و مجلس ترقی ادب۔ نرسنگھ داس گارڈن۔ لاہور